فہرست مضامین

جلد ۶ | ۲۰ - اگست ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | ۱۲ ذیقعد ۱۳۳۶ھ | نمبر ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بعد خدام ۱۷ تاریخ سترہ کے بعد دارالامان میں وارد ہوئے۔ الحمدللہ ایک کثیر مجمع بستی سے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر سڑک کے کنارے حضور کے استقبال کے لئے ترتیب وار کھڑا تھا۔ حضور نے ہر ایک کے ساتھ فرداً فرداً مصافحہ فرمایا۔

ایک عرصہ کے انتظار اور تکلیف کے بعد آج ۱۸ تاریخ کو خدا کے فضل و کرم سے کچھ قدر بارش برسی اور ابھی ابر محیط ہے۔ امید کی جا سکتی ہے۔ کہ ابھی اور بارش ہوگی۔

اخبار احمدیہ

بمبئی کے مولویوں پر اتمام حجت

اخبار معید روزگار ۲۳ - جون ۱۹۱۸ء کو ہماری طرف سے چودھری سردار علی سکرٹری انجمن احمدیہ بمبئی نے بمبئی کے تمام مولویوں اور پیروں کو اور انجمنوں کے سکرٹریوں کو ایک چیلنج دیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہمارے مبلغ اور علماء کی موجودگی میں حیات مسیح کا ثبوت پیش کرو۔ اور حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر مباحثہ کرو۔

چنانچہ بمبئی کے مختلف مولویوں کی طرف سے جواب نکلا۔ ہر ایک نے بیہودہ اور لایعنی باتیں بنائیں اور مذکورہ باتوں پر مباحثہ کرنے کی کسی نے جرأت نہیں کی۔ بلکہ اپنی طرف سے ہر ایک نے یہ دوسرا چیلنج دیدیا کہ مرزا صاحب کا معمولی سچا انسان ہونا اور معصوم ہونا ثابت کرو۔ اور اس کے لئے جو مقام تجویز کرو اخبار ہذا کے ذریعہ اطلاع دو۔

پھر ہماری طرف سے اخبار معید روزگار مورخہ ۲۸ - جولائی میں ان لوگوں کی کمزوریوں اور بیہودگیوں اور حیلہ سازیوں کو کھول کر دکھایا گیا حالانکہ حضرت اقدس کے دعاوی کے بحث میں معصومیت کی بحث خودبخود آجاتی۔ لیکن ان لوگوں کے گریز کی تمام راہوں کو بند کرنے کے لئے یہ شائع کیا گیا۔ کہ:-

"ہم اخبار ہذا کے ذریعہ مولوی عبدالروف اور محمد زکریا ذاکر - حاجی محمد قاسم پٹیل - اور ابن عم!

صاحبان کو اطلاع دیتے ہیں کہ جناب مولوی حکیم خلیل احمد صاحب - حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان کو سچا راستباز صادق معصوم بے گناہ اور کامل انسان ثابت کریں گے - آپ حضرات تشریف لائیں - اور دلائل سننے کے بعد اگر ان دلائل کو توڑ سکتے ہوں - تو توڑ کر دکھائیں" خاکسار چودھری سردار علی سکرٹری انجمن احمدیہ بمبئی -

چنانچہ تاریخ اور وقت مقررہ پر عاجز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور معصومیت پر تقریباً ڈھائی گھنٹہ تک تقریر کی - پھر میں نے آخر میں کہا کہ یہ زبردست استدلال اور معصومیت کی زندہ شہادتیں جو میں نے اس وقت پیش کی ہیں - دنیا کی ساری نیک فطرت طبیعتیں ان کے درست اور صحیح ہونیکا اقرار کرینگی - لیکن اگر ہمارے خاص فطرت کے مولوی صاحبان کے نزدیک ہمارے مقرر کردہ معیار اور شہادتوں کی رو سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور معصومیت ثابت نہیں ہوئی ہے - تو ان کو غلط کر دکھائیں - اور خود اپنی طرف سے صداقت اور معصومیت کا معیار پیش کریں - لیکن حقیقت یہ ہے - کہ جس طرح مولویوں کو حیات مسیح کا ثبوت دینے سے موت آتی ہے - اسی طرح صداقت اور معصومیت کے معیار پیش کرنے میں ان کی روح پرواز کرتی ہے - نبوت پر اعتراض کرنے کے لئے ہر ایک مولوی ہر وقت تیار نظر آتا ہے - لیکن نبوت کی تعریف اور اس کی صداقت کے معیار دریافت کرنے میں ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے - حضرت اقدس کی ذات پاک پر ذاتی حملے اور ذاتی نکتہ چینی کرنے کے لئے ہر ایک ہر گھر مولوی بھانڈ کی طرح منہ کھولتا ہے - لیکن جب یہ پوچھا جائے کہ تم کسی کو معصوم اور سچا مانتے ہو تو اس کے معصوم اور سچا ہونیکا معیار اور ثبوت پیش کرو - اور پھر بھی معیار پر ہمارے حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور معصومیت کو جانچ لو - تو پھر ہر ایک مولوی کو سکتہ ہو جاتا ہے - بات یہ ہے - کہ ان کے پاس سوائے گند کے اور کچھ نہیں رہا - اور نہ ان کا کام ہے اور نہ ان کو ضرورت ہے - اور نہ ہی ان کے پاس دلائل ہیں کہ کسی غیر مسلم قوم کے سامنے نبی عربی کی نبوت اور معصومیت کو کسی معیار کے مطابق پیش کریں ان کا تو پیشہ وہ ہو گیا ہے - جو کہ منکرین انبیا کا پیشہ تھا -

میں نے یہ بھی کہا کہ ان نادانوں کو یہ حوصلہ کس طرح ہوا - کہ حضرت مرزا صاحب کے معمولی اور سچے آدمی ہونیکا ثبوت طلب کریں - جبکہ ان کے عقائد اور ان کی کتابوں کی رو سے عین جھوٹ بولنے والا انسان بھی نبی ہو سکتا ہے - اور دوسرے کی بیوی کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنے والا آدمی بھی بھلا آدمی اور نبی کہلا سکتا ہے -

اگر یہ مولوی معاذ اللہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا جھوٹا انسان ہونا بزعم باطل ثابت بھی کریں پھر بھی آپ اصدق الصادقین اور امام المعصومین کی نبوت ویسے ہی سچی ہے جیسے سیدنا ابراہیم و داؤد علیہ السلام کی -

آخر میں ہم نے اعلان کیا کہ اگر ہمارے مقابل علماء نہیں آئے ہیں - تو سامعین میں سے جن صاحب کو ہمارے دلائل کمزور معلوم ہوتے ہوں تردید کریں - ہم شوق سے سنینگے -

مگر کوئی نہ اٹھا - جلسہ کے خاتمہ پر ایک منصف مزاج غیر احمدی اٹھے - جو کہ ایک زمانہ میں کلکتہ کے ایک اخبار کے ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں انہوں نے اٹھ کر کہا کہ واقعی آپکے دلائل بڑے معقول اور مضبوط ہیں - آپ کی تقریر شستہ اور برجستہ ہے - ہم نے آپ کی تقریر کی تعریف سنی تھی لیکن سننے کا موقعہ نہیں آیا تھا - آپنے جن مولویوں کو مدعو کیا تھا وہ کیوں نہیں آئے - ہم نے کہا کہ اگر وہ نہیں آئے - تو آپ جیسے معقول پسند لوگ تو آ گئے - ہم نے تو ان کی خواہش کے مطابق بحث و تقریر کا موضوع وہی رکھکر اخبار کے ذریعہ اعلان کیا جس کی ان کو خواہش تھی - یا یہ کہ جن گالیوں اور مخش جھوٹ کو اگلنے کے لئے وہ بے قرار نظر آتے تھے - لیکن افسوس کہ باوجود چیلنج دینے کے ہمارے مقابل پر آنے کا حوصلہ نہ ہوا -

بات جب ہو کہ میرے پاس آئیں
میرے منہ پر وہ بات کہہ جائیں
مجھ سے اس داستاں کا حال سنیں
مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں

جلسہ برخواست ہوا - مغرب و عشا کی نماز جمع کر کے پڑھی گئی - (خلیل احمد از بمبئی)

کوائف شاہجہانپور

برادر حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپور سے لکھتے ہیں - کہ مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب کے احمدی ہونے سے یہاں ایک ہلچل سی پڑی ہوئی ہے مخالفین عجیب عجیب حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں اور بیہودہ اشتہارات شائع کر رہے ہیں جن سے منصف مزاج غیر احمدی بھی نفرت کرتے ہیں - مخالفین نے ایک اشتہار شائع کیا ہے - جس کا عنوان ہے "کان من الکافرین" یہ قرآنی آیت کا ایک ٹکڑا ہے - جس کے معنی ہیں - کہ وہ (ابلیس) کافروں میں سے تھا - اس کے جواب میں جناب حافظ سید مختار احمد صاحب نے ایک تقریر فرمائی اور منجملہ اور جوابات کے یہ بھی جواب دیا کہ مولوی صاحب اب تو بفضلہ مومن ہیں - پہلے وہ جن میں سے بھی ہوں -

بھیرہ میں تبلیغ

ستری محمد الدین صاحب بھیرہ سے اطلاع دیتے ہیں - کہ ۴ - اگست کو جناب حافظ روشن علی صاحب تشریف لائے - اور ۱۰ - اگست کو واپس تشریف لیگئے ۵ - اگست سے ۷ - اگست تک ۳ یوم جناب موصوف نے "عالمگیر مذہب" کے عنوان سے نہایت زبردست تقریر فرمائی غیر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہو - تے تھے جنہوں نے خاص دلچسپی کا اظہار کیا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان ۲۰ اگست ۱۹۱۸ء

”ستیارتھ پرکاش“ میں باغیانہ تعلیم کا اعتراف

ایڈیٹر صاحب ”آریہ پترکا“ کی زبان سے

گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں ہم یہ دکھا چکے ہیں کہ ہمارے ان مضامین کے متعلق جو ہم نے ”ستیارتھ پرکاش“ میں غیر وفادارانہ تعلیم کے پائے جانے کے ثبوت میں لکھے ہیں ”آریہ گزٹ“ نے اعتراف کر لیا ہے۔ کہ ”الفضل“ نے ”ستیارتھ پرکاش“ کے حوالجات کا جو مفہوم اور مطلب بیان کیا گیا ہے وہ واقعی غدارانہ خیالات پیدا کرنے اور گورنمنٹ کے خلاف اکسانے والا ہے۔ باقی رہی اس اعتراف کی یہ وجہ کہ ہم نے ان اقتباسات کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر غلط تاویلیں بنا کر پیش کیا ہے۔ اس کے لئے ہم نہایت آسان طریق سے فیصلہ کرنے کا چیلنج دے چکے ہیں۔ چنانچہ لکھ چکے ہیں۔ کہ:-

”ہم اڈیٹر صاحب آریہ گزٹ“ کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر ان کے نزدیک ہم نے اپنے مضامین میں ”ستیارتھ پرکاش“ کے اصل حوالجات نہیں دیئے بلکہ انھیں توڑ مروڑا۔ اور ان میں کمی بیشی کی ہے تو وہ اس بات کا ثبوت دیں اور ساتھ ہی ان حوالجات کا صحیح اور درست مطلب بھی بیان کر دیں۔ جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ ہم نے ان کا جو مطلب اور مفہوم پیش کیا ہے۔ وہ غلط تاویلیں ہیں“

اب ہم منتظر ہیں۔ کہ اڈیٹر صاحب آریہ گزٹ“ ہمارے اس چیلنج کو قبول کر کے اپنی پیش کردہ وجہ کو درست ثابت کرتے ہیں۔ یا خاموشی اختیار کر کے ”ستیارتھ پرکاش“ میں غیر وفادارانہ تعلیم کے پائے جانے کے اعتراف کو اور زیادہ پختہ بنا دیتے ہیں۔ ہمارے خیال میں بہ نسبت پہلی صورت کے دوسری صورت ان کے لئے زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ اس کے اختیار کرنے کا بھی وہی نتیجہ ہوگا جو پہلی کا۔ ”بعد از ہزار رسوائی“ ہوگا۔ پھر کیوں نہ پہلی صورت ہی اختیار کی جائے۔ ممکن ہے۔ ہمارے اس مشورہ کو کسی خود غرضی پر مبنی سمجھا جائے۔ اس لئے ہم یہ کہہ دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر اڈیٹر صاحب آریہ گزٹ ہمارے اس چیلنج کے منظور کرنے کی طاقت رکھتے ہوں تو بڑی خوشی سے قبول کریں۔ اور ہمارے پیش کردہ حوالجات کو توڑا مروڑا ہوا۔ اور ان میں کمی بیشی کی ہوئی ثابت کر دیں اگر انھوں نے ایسا کر دیا تو ہم اپنی غلطی تسلیم کر لیں گے ورنہ ”ستیارتھ پرکاش“ میں غیر وفادارانہ تعلیم کے پائے جانے کا جو اعتراف انھوں نے کیا ہے۔ وہ تو قائم ہی ہے۔

”آریہ گزٹ“ کے متعلق اس قدر بتا دینے کے بعد اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اس معاملہ میں اس کے ساتھی ”آریہ پترکا“ نے بھی اس کی ہم آہنگی اختیار کرتے ہوئے ہمارے اس خیال کی تصدیق کر دی ہے۔ کہ

”آریہ اخبارات کے لئے اگر کسی اور سچائی اور صداقت کا اعتراف کرنا مشکل ہو۔ تو ہو لیکن ”ستیارتھ پرکاش“ میں باغیانہ تعلیم کا پایا جانا ایک ایسی صداقت ہے۔ جس کا اعتراف کئے بغیر ان کے لئے چارہ نہیں ہے“

ہم نے ”ستیارتھ پرکاش“ میں غیر وفادارانہ تعلیم کو ثابت کرنے کی غرض سے ۲۰ - جولائی کے ”الفضل“ میں جو مضمون لکھا تھا۔ اس میں یہ عبارت پیش کی گئی تھی۔ کہ

”رگوید۔ یجروید۔ سام وید کے عالم۔ اگر تین شخص بھی رکن انجمن ہو کر آئین باندھیں۔ تو اس انجمن کی باندھی ہوئی آئین کا عدول بھی کوئی شخص نہ کرے تمام ویدوں کا جاننے والا دوجوں میں افضل سنیاسی بذاتہ اکیلا ہی جس امر کی بابت قانون بنائے یا آئین باندھے۔ وہی عمدہ واجب التعمیل کر بے علم ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں مل کر بھی کوئی آئین باندھیں۔ تو وہ کبھی تسلیم نہ ہونا چاہئے“

”ستیارتھ پرکاش اڈیشن سوم صفحہ ۱۸۱“

ان فقرات سے صاف ظاہر ہے کہ ”ستیارتھ پرکاش“ کے مصنف پنڈت دیانند صاحب کے نزدیک نہ صرف مذہبی معاملات میں نہیں بلکہ سیاسی معاملات میں افضل انسانوں یا ایسی ایک انسان کے تجویز کردہ آئین اور قوانین واجب التعمیل ہیں۔ جو ویدوں کا جاننے والا ہو۔ اور جو ویدوں کو نہیں جانتے خواہ وہ لاکھوں ہزاروں بلکہ بھی کوئی آئین باندھیں تو بھی وہ ہرگز نہیں ماننا چاہئے۔ پس کھلے الفاظ میں انگریزی حکام کے قوانین نہ ماننے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ ویدوں کے عالم نہیں ہیں۔

اس کے جواب میں ”آریہ پترکا“ نے جو کچھ لکھا ہے اس سے یہ دکھلانے سے پیشتر کہ کیسے صاف طریق سے اس نے ”ستیارتھ پرکاش“ میں غیر وفادارانہ تعلیم کا اعتراف کر لیا ہے۔ اس کی تمہید کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں جو اصل جواب سے بھی زیادہ لکھی گئی ہے۔ اس کا لب لباب وہی ہے۔ جس کا ہم گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں ”با عنوان بے ہمدردی“ کے عنوان سے جواب دے چکے ہیں۔

”آریہ پترکا“ لملاج اور لاجپت رائے کے مقابلہ میں کہ جن پر گورنمنٹ کے خلاف سازش کرنیکا جرم ثابت ہو چکا اور اس وجہ سے سزا پا چکے ہیں مسلمانوں میں سے ان لوگوں کو پیش کر کے جنہیں گورنمنٹ نے قانون تحفظ ہند کے ماتحت نظر بند کیا ہوا ہے ہم سے دریافت کرتا ہے کہ ”کیا اڈیٹر الفضل یہ کہنے کے لئے تیار ہے۔ کہ ان پر قرآن شریف کی تعلیم کا اثر ہے“ اگرچہ ساتھ ہی اس نے خود ہی یہ جواب بھی دے دیا ہے۔ کہ

”ہم خود کہتے ہیں۔ کہ ان کاموں کے ساتھ قرآن شریف اور اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اپنے افعال کے خود ذمہ وار ہیں“۔

تاہم ہم اس کے ساتھ اس قدر ایزاد کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ لوگ جن کے غیر وفادارانہ افعال کے مرتکب ہونیکا گورنمنٹ کے پاس ثبوت موجود ہے۔ جہاں ان کے کاموں کیساتھ

قرآن شریف اور اسلام کی تعلیم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہاں قرآن شریف اور اسلام کی حقیقی تعلیم پر چلنے والوں کا بھی ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور وہ اسلام کے خلاف چلنے کی وجہ سے ان سے ہمدردی نہیں رکھتے

لیکن برخلاف اس کے آپ لوگوں کا بلراج اور لاجپت رائے کے باغیانہ جرم کی سزا پا جانے کے باوجود انھیں بے قصور بتلانا اور ان کے ساتھ ایسا گہرا تعلق ظاہر کرنا کہ "آریہ سماج ان کی ہے۔ اور وہ آریہ سماج کے ہیں" ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ لوگوں کے نزدیک ان سے کوئی فعل ایسا سرزد ہی نہیں ہوا۔ جو آریہ سماج کی تعلیم کے خلاف ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ کے خلاف سازش کا جرم ثابت ہونے پر ایک کو پھانسی اور دوسرے کو جلاوطنی کی سزا دی جا چکی ہے۔ اگر آریہ سماج کے نزدیک ان کے وہ افعال جن کی وجہ سے سزا کے مستوجب ہوئے ہیں۔ ناروا اور ناپسندیدہ ہوتے تو آپ لوگوں کو ان سے کسی قسم کی ہمدردی نہیں ہونا چاہئے تھی لیکن چونکہ آپ لوگ یہاں تک کہہ رہے ہیں۔ کہ "آریہ سماج ان کی اور وہ آریہ سماج کے" اور اس طرح ان کے ناروا افعال کی داد دے کر اوروں کو بھی ان کی تقلید کی تحریک کر رہے ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ آریہ سماج اس قسم کے افعال نہ صرف پسند ہی نہیں کرتا۔ بلکہ ان کے مرتکب ہونے والوں کو قابل تحسین قرار دیتا ہے یہ ہے وہ فرق جس کی وجہ سے لاجپت رائے۔ اور بلراج کے مقابلہ میں ہمارے سامنے مسلمانوں میں سے ان لوگوں کو نہیں پیش کیا جا سکتا ہے۔ جن سے واقعہ میں گورنمنٹ کے خلاف کوئی ناروا فعل سرزد ہوا ہے

اس کے بعد ہم آریہ پترکا کے اس جواب کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ جو اس نے "ستیارتھ پرکاش" کے مذکورہ بالا حوالے کے متعلق دیا ہے۔ آریہ پترکا لکھتا ہے:۔

"جس فقرہ پر الفضل کی تحریر کا دارومدار ہے وہ تیسرا فقرہ ہے یعنی منوسمرتی ادھیائے ۱۲ کا ایک سو چودھواں شلوک ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں بے علم یعنی جاہل لوگ۔ اگر ہزاروں۔ لاکھوں اور کروڑوں بھی مل کر کوئی قانون بنائیں تو وہ کبھی تسلیم نہ ہونا چاہئے۔

کون مہذب گورنمنٹ ہے جو یہ چاہتی ہو کہ بیوقوف اور جاہل لوگ قانون بنایا کریں۔ اس شلوک میں تو منو بھگوان نے راجاؤں اور رعایا کو ہدایت کی ہے۔ کہ عالم لوگوں کے بنائے ہوئے قانون کو مانیں بیوقوفوں کا قانون ان کے لئے وبال جان ہوگا ہم نہیں سمجھتے۔ کہ "الفضل" کو اس میں سے بغاوت کی بو کیونکر آئی۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف جرمز کہاں دکھائی دیئے۔ ہاں اس نے ایک چالاکی ضرور کی ہے۔ اور وہ یہ کہ بے علم کے معنی ویدوں کا نہ جاننے والا کئے ہیں۔ تاکہ گورنمنٹ کو دھوکا دیا جائے۔ کہ چونکہ گورنمنٹ کی پارلیمنٹ میں ویدوں کے جاننے والے نہیں ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ کے خلاف نفرت پیدا کرنے والی تحریر ہے۔ اگر بے علم کے معنی جاہل نہیں اور ویدوں کا نہ جاننے والا ہی بقول "الفضل" تسلیم کیا جائے تو بھی اس شلوک کا بار سوامی دیانند پر نہیں پڑتا۔ بلکہ بھگوان منو پر ہے جنہوں نے آج سے لاکھوں سال پہلے یہ شلوک اپنی سمرتی میں لکھ دیا لہٰذا الفضل کو اب منوسمرتی کی ضبطی کے لئے بھی مہارانی رٹنی چاہئے"۔

اس ساری تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ "الفضل نے ستیارتھ پرکاش" میں باغیانہ تعلیم ثابت کرنے کے لئے جو یہ فقرہ پیش کیا ہے۔ کہ

"بے علم ہزاروں لاکھوں۔ کروڑوں مل کر بھی کوئی آئین باندھیں تو وہ کبھی تسلیم نہ ہونا چاہئے"۔

اس میں بے علم سے مراد ویدوں کا نہ جاننے والے نہیں بلکہ کوئی علم بھی نہ جاننے والے جاہل اور بیوقوف لوگ مراد ہیں۔ لیکن اگر بقول "الفضل" یہ بھی تسلیم کر دیا جائے۔ کہ "بے علم" سے مراد ویدوں کے ہی نہ جاننے والے ہیں۔ اس فقرہ میں گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف جو باغیانہ تعلیم دی گئی ہے اس کا بار سوامی دیانند پر نہیں پڑتا۔ بلکہ منوجی مہاراج پر پڑتا ہے۔ جو اسے اپنی سمرتی میں لکھ گئے ہیں۔ اس لئے الفضل کو منوسمرتی کے ضبط کرانے کے لئے آواز اٹھانی چاہئے۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر ہم یہ ثابت کر دیں۔ کہ زیر بحث حوالہ میں "بے علم" سے مراد ویدوں کے نہ جاننے والے ہیں۔ تو پھر "آریہ پترکا" کو یہ تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہیں رہیگا۔ کہ اس میں گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف ضرور باغیانہ تعلیم دی گئی ہے۔ کیونکہ اس بات میں وہ خود ہمارے ساتھ متفق ہے۔ کہ

"گورنمنٹ کی پارلیمنٹ میں ویدوں کے جاننے والے نہیں" اور جب ویدوں کے جاننے والے نہیں۔ تو اس حوالہ کی رو سے ان کے تجویز کردہ آئین اور قوانین بھی قابل تسلیم نہیں ہو سکتے

اگرچہ ہم پہلے بھی اس بات کا ثبوت دے چکے ہیں کہ اس فقرہ میں "بے علم" سے مراد ویدوں کے نہ جاننے والے لوگ ہی ہیں۔ لیکن افسوس کہ "آریہ پترکا" نے اس پر غور نہیں کیا۔ اس لئے ہم پھر اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔ فقرہ زیر بحث سے پہلا فقرہ یہ ہے۔ کہ

"تمام ویدوں کا جاننے والا دوجوں میں افضل سنیاسی بذاتہ اکیلا ہی جس امر کی بابت قانون بنائے۔ یا آئین باندھے۔ وہی عمدہ واجب التعمیل ہے"۔

یہ الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ سیاسی آئین و قوانین بنانے والوں کے لئے صرف تمام ویدوں کا جاننا شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے قوانین کو تسلیم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں جن لاکھوں کروڑوں لوگوں کے مل کر باندھے ہوئے آئین کے نہ ماننے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ ویدوں کے نہ جاننے والے ہی ہیں نہ کہ جاہل اور بیوقوف۔ کیونکہ جن کے بنائے ہوئے قوانین کو واجب التعمیل قرار دیا گیا ہے۔ ان کے لئے یہ شرط نہیں لگائی گئی کہ وہ ہر قسم کے علوم کے عالم اور عقلمند ہوں۔ بلکہ صرف ویدوں کا جاننا ان کے لئے شرط رکھی ہے۔ پس جب صرف ویدوں کا جاننا ہی شرط ہے۔ تو جن کے باندھے ہوئے قوانین ناقابل تسلیم ہیں۔ ان میں اسی شرط کا نہ پایا جانا تسلیم کرنا پڑیگا۔ جس سے ثابت ہو گیا۔ کہ اس فقرہ میں "بے علم" سے مراد ویدوں کے نہ جاننے والے ہی ہیں "آریہ پترکا" کو اس بات کے تسلیم کرنے میں اب بھی عذر ہو۔ تو وہ "ستیارتھ پرکاش" کے اسی باب کے مندرجہ ذیل فقرہ پر غور کرے۔ کہ

"راجا (بادشاہ) اور راج سبھا (پارلیمنٹ)

کے رکن لوگ تب ہی ہو سکتے ہیں۔ جبکہ وہ چاروں ویدوں کی تعلیمات سے واقف ہوں"

ستیارتھ ۱۸۸۶ء ایڈیشن سوم

ان الفاظ کے مطابق جبکہ اس وقت تک نہ کوئی بادشاہ بن سکتا ہے۔ نہ کوئی پارلیمنٹ کا ممبر جب تک کہ چاروں ویدوں کی تعلیمات کا واقف نہ ہو۔ تو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ جن لوگوں کو بے علم قرار دیکر ان کے تجویز کردہ قوانین کو نہ ماننے کی تلقین کی گئی ہے۔ وہ ویدوں ہی کے نہ جاننے والے ہیں۔ نہ کہ دیگر علوم سے جاہل۔ کیونکہ پارلیمنٹ کا ممبر ہونے کے لئے ویدوں کی تعلیمات سے واقف ہونا شرط ہے۔ اس حوالہ کو سامنے رکھ کر "آریہ گزٹ" ہی بتلائے۔ کہ ہم نے یہ دکھلانے میں کونسی چالاکی کی ہے۔ کہ

"چونکہ گورنمنٹ کی پارلیمنٹ میں ویدوں کے جاننے والے نہیں ہیں۔ اس لئے یہ تحریر گورنمنٹ کے خلاف نفرت پیدا کرنے والی ہے"

کیا یہ بات اس حوالہ سے صاف طور پر ثابت نہیں ہے کہ ویدوں کے نہ جاننے والوں کو پارلیمنٹ کی ممبری کے ناقابل بتایا گیا ہے۔ اور دوسری جگہ ایسے ہی لوگوں کو بے علم کہکر ان کے تجویز کردہ آئین و قوانین کے ماننے سے منع کیا گیا ہے۔ پس ثابت ہو گیا ہے کہ "بے علم" سے مراد ویدوں کے نہ جاننے والے لوگ ہی ہیں۔

"ستیارتھ پرکاش" کے حوالہ جات کے ذریعہ یہ ثابت کر دینے کے بعد زیر بحث حوالہ میں "بے علم" سے مراد ویدوں کے نہ جاننے والے لوگ ہیں۔ اس بات کی ضرورت نہیں رہجاتی۔ کہ "آریہ پترکا" نے اس حوالہ کا جو مطلب گھڑا ہے اس کے متعلق کچھ کہیں۔ تاہم اس قدر بتا دینے کے لئے۔ کہ کسی سمجھدار انسان کے نزدیک وہ مطلب درست نہیں ہو سکتا۔ کسی قدر لکھتے ہیں۔

"آریہ پترکا" لکھتا ہے۔ کہ اس حوالہ کا مطلب یہ ہے کہ اس میں

"راجاؤں اور رعایا کو ہدایت کی ہے۔ کہ عالم لوگوں کے بنائے ہوئے قانون کو مانیں۔ بیوقوفوں کا قانون ان کے لئے وبال ہوگا"

ہم پوچھتے ہیں۔ کیا دنیا میں کبھی کوئی ایسی گورنمنٹ یا رعایا بھی ہوئی ہے۔ یا ہو سکتی ہے۔ جو ان لوگوں کے قوانین کو مانے۔ جنھیں وہ بیوقوف اور جاہل سمجھتی ہے۔ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ کسی گورنمنٹ کا ایسے لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کے ماننے کی مثال پیش کرنا۔ جنھیں وہ بے وقوف اور جاہل قرار دیتی ہے۔ تو ایک بڑی بات ہے۔ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا انسان بھی ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جو اس شخص کی بات مان لے جسے وہ بیوقوف سمجھتا ہے۔ پس جب حقیقت یہ ہے تو پھر اس ہدایت کی ضرورت ہی کیا رہجاتی ہے۔ جو اس حوالہ سے "آریہ پترکا" اخذ کرتا ہے۔ اب یا تو یہ ثابت کیا جائے۔ کہ دنیا میں ایسی حکومتیں بھی ہوتی ہیں۔ جو جان بوجھ کر بیوقوفوں اور جاہلوں کے قوانین کو مانتی ہیں۔ اور اپنی رعایا سے منواتی ہیں۔ یا۔ یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ زیر بحث حوالہ میں جو ہدایت دیگئی ہے۔ وہ بالکل فضول اور بیفائدہ ہے۔ ورنہ ظاہر ہے۔ کہ جو مطلب نکالا گیا ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتا۔

معلوم ہوتا ہے۔ "آریہ پترکا" کو خود بھی اپنے بیان کردہ مطلب پر اطمینان نہیں ہے۔ اسی لئے اس حوالہ کا بوجھ پنڈت دیانند صاحب کے کندھے سے اتار کر بھگوان منو پر ڈالتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

"اگر بے علم کے معنی جاہل نہیں۔ اور ویدوں کا نہ جاننے والا ہی بقول الفضل تسلیم کیا جائے تو بھی اس شلوک کا بار سوامی دیانند پر نہیں پڑتا بلکہ بھگوان منو پر ہے۔ جنہوں نے آج سے لاکھوں سال پہلے یہ شلوک اپنی سمرتی میں لکھ دیا"

مذکورہ بالا الفاظ میں بے علم سے مراد ویدوں کے نہ جاننے والا "بقول الفضل" ماننے کا تو ایک بہانہ ہے جب ہم "ستیارتھ پرکاش" کے حوالجات سے اس بات کو ثابت کر چکے ہیں۔ تو پھر "بقول ستیارتھ پرکاش" کہنا چاہئے۔ باقی رہا یہ کہ اس حوالہ میں جو غیر وفادارانہ تعلیم دیگئی ہے۔ اس کا بار پنڈت دیانند صاحب پر نہیں پڑتا۔ بلکہ بھگوان منو پر پڑتا ہے۔ یہ بالکل ایسا عذر ہے جو ع

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

کا مصداق ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ الفاظ بھگوان منو کے لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن کیا اس میں کوئی شک ہے۔ کہ پنڈت دیانند صاحب نے انھیں اپنی کتاب "ستیارتھ پرکاش" میں نقل کیا ہے۔ اور اس لئے نقل کیا۔ کہ اپنے پیروؤں کو ان پر عمل کرائیں۔ جب اس غرض کے لئے ان الفاظ کو نقل کیا گیا۔ تو پھر ان کے دوش ان الفاظ کی ذمہ داری کے بارے کس طرح سبک ہو سکتے ہیں۔ "آریہ پترکا" ذرا غور کر کے بتائے کہ کیا کسی دوسرے کی ایسی تحریر کو جو معزیانہ ہو اس نیت سے شائع کرنے والا کہ لوگ اس پر عمل کریں ایسا ہی مجرم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اس تحریر کا لکھنے والا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر ہے۔ اگر ہوتا ہے۔ اور ضرور ہوتا ہے۔ تو پھر وہ خود ہی سوچ لے۔ کہ اس کا یہ عذر کہ یہ حوالہ منو سمرتی کا ہے۔ اس لئے اس کا بار پنڈت دیانند صاحب پر نہیں پڑتا۔ کہاں تک معقول ہے۔ اس قسم کے فضول عذرات ثبوت ہیں اس بات کا۔ کہ آریہ پترکا نے بھی "ستیارتھ پرکاش" میں غیر وفادارانہ تعلیم کے پائے جانے کا اعتراف کر لیا ہے۔ جو گورنمنٹ کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ اب جبکہ ایک طرف ہم نہایت وضاحت کے ساتھ "ستیارتھ پرکاش" کے حوالجات سے اس کی خطرناک تعلیم کو ثابت کر چکے ہیں اور دوسری طرف نہ صرف یہ کہ تمام آریہ اخبارات سے ہمارے مضامین کا کوئی معقول جواب نہیں بن پڑا۔ بلکہ انھوں نے فضول عذرات کے پردہ میں اعتراف کر لیا ہے۔ کہ واقعی "ستیارتھ پرکاش" . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

کی تعلیم ایسی ہی ہے۔ جیسی کہ تم کہتے ہو تو ہم اس بحث کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے۔ اور گورنمنٹ کی عدل گستری اور انصاف پسندی پر اسے چھوڑتے ہوئے

آج سے اس کے خاتمہ کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم نے "ستیارتھ پرکاش" کے جس خطرہ اور نقصان کو سمجھا اسکو نہایت نیک نیتی سے گورنمنٹ کے سامنے پیش کر دیا ہے آگے اس کا تدارک کرنا یا نہ کرنا گورنمنٹ کا کام ہے۔ جو اگر اب نہ کریگی۔ تو کسی نہ کسی دن ضرور اسے کرنا پڑیگا ہمارے اس اعلان کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ آریہ سماج کے متعلق۔ یا آریہ اخبارات کے اعتراضات کے جواب میں ہم آئندہ سے لکھنا بند کر دیں گے بلکہ صرف یہ ہے۔ کہ چونکہ موجودہ حالت میں "ستیارتھ پرکاش" کی تعلیم کے متعلق گورنمنٹ کو جس قدر توجہ دلانے کی ضرورت تھی وہ دلائی جا چکی ہے۔ اور اس کے سامنے اس کتاب کی تعلیم کو اچھی طرح کھول کر رکھدیا گیا ہے۔ اس لئے فی الحال اس پہلو پر اور لکھنے کی ضرورت نہیں۔

خدا سے "ستیارتھ پرکاش" پر قہر نازل کرنیکی التجا

"کانپور گزٹ" کی تہذیب اور اخلاق کا کسی قدر نمونہ ہم گزشتہ پرچہ میں دکھا چکے ہیں۔ جس کے بعد کچھ اور بتلانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ اس نے اپنی تہذیب اور شرافت کا مزید ثبوت دیتے ہوئے اپنے علم و عقل کا بھی پول کھول دیا ہے۔ اس لئے کچھ لکھنے کی ضرورت سمجھی گئی ہے۔

ہم نے "ستیارتھ پرکاش" کی دل آزار تعلیم کے اس حصہ کے متعلق جس میں خدا تعالیٰ کی شان میں بدزبانی اور بدتہذیبی سے کام لیا ہے لکھا تھا کہ

"ہم مسلمانوں پر جو خدا تعالیٰ کے نام پر اپنی جان تک دیدینے کو سعادت دارین سمجھتے ہیں اور صرف سمجھتے ہی نہیں بلکہ اس کی نظیریں موجود ہیں۔ کس قدر ظلم و ستم ہے۔ کہ ہمیں ستانے اور دکھ دینے کے لئے "ستیارتھ پرکاش" میں خدا تعالیٰ کے متعلق ایسے ایسے سخت الفاظ لکھے گئے ہیں جن کو پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے"

ان الفاظ کو نقل کرتے "کانپور گزٹ" ان کا مطلب اپنے الفاظ میں لکھتا ہے۔ کہ

"با الفاظ دیگر چونکہ "ستیارتھ پرکاش" میں اللہ میاں کے خلاف الفاظ لکھے ہیں۔ لہذا اس کتاب کو گورنمنٹ ضبط کرلے"۔

اور پھر فرماتا ہے:۔

"واہ واہ کیسی عجیب غریب منطق ہے۔ ارے میاں "الفضل" اپنے اوپر سے جہالت کا پردہ اٹھا دیجئے۔ اور سوچئے کہ جس کتاب میں اللہ میاں کے خلاف لکھا ہے۔ کیا اس کتاب کو آدمیوں کی گورنمنٹ سے ضبط کرانا چاہتے ہو۔ آپ کی عقل جہالت کے کس کھیت میں چرنے کے لئے گئی ہوئی ہے۔ میاں الفضل اللہ میاں سے التجا کرو۔ کہ وہ "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کرے اور اس پر اپنا قہر نازل کرے۔ لیکن اللہ میاں بھی آپ سے ناراض معلوم ہوتا ہے جس نے ابتک آپ کے دکھ کو دور نہیں کیا"۔

اس دانش و بینش کے کیا ہی کہنے ہیں۔ جو مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہو رہی ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ ایک ایک لفظ جہاں تہذیب و شرافت کی مٹی پلید کر رہا ہے۔ وہاں علمیت و معقولیت کا بھی جنازہ پڑھ رہا ہے۔ چونکہ "ستیارتھ پرکاش" میں خدا تعالیٰ کی شان میں بدزبانی کی گئی ہے۔ اس لئے اڈیٹر صاحب "کانپور گزٹ" ہمیں اس کی ضبطی کی طرف آدمیوں کی گورنمنٹ کو توجہ دلانے پر جہالت کا خطاب دیتے ہوئے مشورہ دیتے ہیں۔ کہ "اللہ میاں سے التجا کرو کہ وہ "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کرے"۔ لیکن اگر وہ یہ جانتے ہوتے کہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اسباب میں سے ایک سبب سمجھتے ہیں جو اس نے ہمارے لئے آرام و آسائش مہیا کرنے اور ہماری تکالیف و مشکلات کو دور کرنے کے لئے عطا کر رکھے ہیں۔ تو وہ کبھی ہمیں یہ مشورہ دینے کی تکلیف نہ کرتے کیونکہ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ نے ہر ایک کام کے ہونے کے لئے کچھ ذرائع مقرر کر دیئے ہوئے ہیں۔ جن سے کام لینا انسانوں کا کام ہے اور چونکہ ہماری کئی ایک تکالیف کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے گورنمنٹ برطانیہ کو ہم پر مسلط کیا ہوا ہے۔ اس لئے ایسی تکالیف کے متعلق جن کا دور کرنا اس کی طاقت میں ہے اسی کو متوجہ کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اسی لئے "ستیارتھ پرکاش" کی دل آزار اور تکلیف دہ تعلیم کی طرف ہم نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے۔ اور اس خدا تعالیٰ ہی کے ایک ذریعہ سے ہم نے کام لیا ہے

ہاں اگر "کانپور گزٹ" "ستیارتھ پرکاش" کی تعلیم کی رو سے گورنمنٹ برطانیہ کو ایسی حکومت نہیں سمجھتا جسے خدا نے آریہ ورت پر حکمران بنایا ہے۔ اور اس کے سپرد اہل ہند کی تکالیف کو دور کرنے کا کام کر رکھا ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی حکومت ہے۔ جس کی وجہ سے آریوں کا دکھ دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ تو یہ الگ بات ہے۔ لیکن ہم چونکہ اپنی تکالیف دور کرانیکا خدا کی طرف سے اسے ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس کو توجہ دلانے میں حق بجانب ہیں۔ اور اس کا "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کرنا اس پر خدا کا قہر نازل ہونا ہی سمجھتے ہیں۔ ہاں اس کے علاوہ اور بھی کئی ذریعہ ہیں جن سے خدا تعالیٰ "ستیارتھ پرکاش" پر اپنا قہر نازل کر سکتا ہے اور کر رہا ہے۔ مثلاً آریہ سماج میں سے ہی بیسیوں ایسے لوگوں کو کھڑا کر دینا۔ جو گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مطابق اندر ہی اندر "ستیارتھ پرکاش" کی جڑیں کاٹ رہے ہیں قہر ہی ہے۔ پھر سوامی شردھانند ایسے آریہ لیڈروں کا اس کے خلاف آواز اٹھانا اور "ادم ستیارتھ پرکاش" لکھ کر آریہ سماج کے ایک کثیر حصہ کے دلوں سے اسکی قدر و منزلت دور کر دینا۔ اسپر قہر کے نازل ہونے کا ہی ذریعہ بنتا ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر خدا کا قہر کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس پر جس قدر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کا آریوں سے کوئی جواب نہیں بن پڑتا۔ یہ تو اس وقت تک کے حالات ہیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ اور اس کے مٹنے کے خدا کی طرف

سے کیسے کیسے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ باوجود ان باتوں کے جاننے بوجھنے کے نہ معلوم کانپور گزٹ نے ہمارے متعلق یہ کیوں لکھا کہ اللہ میاں سے التجا کرو۔ کہ وہ "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کرے۔ اگر اس کا خیال ہو کہ خدا کی بے ادبی کرنے والے بے ادب انسانوں اور اس کی شان میں گستاخانہ کلمات بکنے والوں کو خدا بغیر کسی قسم کے ذرائع اور اسباب کے سزا دیتا اور ان کے نشانوں کو مٹاتا ہے تو کیا وہ "ستیارتھ پرکاش" کے مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کریگا کہ

"جو شخص وید اور وید کے مطابق اہل کمال کی تصانیف کی بے قدری کرے اس کو نیک لوگ ذات سے خارج کر دیویں کیونکہ جو شخص وید کی مذمت کرتا ہے وہی ناستک (خدا کا منکر) کہلاتا ہے۔"

(ستیارتھ ص ۲۹۶ ایڈیشن چہارم)

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند صاحب کے نزدیک نیک لوگوں کا فرض ہے۔ کہ خدا کا انکار کرنے والے لوگوں کو ذات سے خارج کر دیں اس کے متعلق "ہم کانپور گزٹ" سے باادب دریافت کرتے ہیں کہ کیا جو اعتراض اس نے ہم پر کیا ہے۔ وہی پنڈت دیانند صاحب پر نہیں پڑتا۔ اور کیا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو لوگ خدا کی ہستی کے ہی منکر ہیں۔ اور اسے گالیاں دیتے ہیں۔ انھیں ذات سے خارج کرنے کا کام نیک لوگوں کے سپرد کیوں کیا گیا ہے۔ کیوں پرمیشور سے ہی التجا نہیں کی گئی۔ کہ جو لوگ "وید اور وید کے مطابق اہل کمال کی تصانیف کی بے قدری" کرتے ہیں۔ انھیں دنیا سے اٹھا لے۔

پھر اور دیکھئے اسی "ستیارتھ پرکاش" کے صفحہ ۵۹ پر لکھا ہے۔ کہ

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اس وید کی برائی کرنے والے منکر دھریہ کو ذات جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہیے۔"

کیا "کانپور گزٹ" مہربانی کرکے بتلائیگا۔ کہ مندرجہ بالا الفاظ میں وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی کتابوں کی بے عزتی کرنے والے انسانوں کو جو پنڈت دیانند صاحب کے نزدیک ناستک یعنی خدا کے منکر ہیں۔ ذات جماعت اور ملک سے نکالنے کا حکم آریوں کو کیوں دیا گیا ہے۔ اور کیوں ایشور سے ہی التجا نہیں کی گئی کہ ایسے لوگوں کو صفحہ عالم سے مٹا ڈالے۔ یہ کیا بات ہے۔ کہ ناستک انکار تو ایشور مہاراج کا کریں اور ذات جماعت اور ملک سے نکالنے کے لئے آریوں کو حکم دیا جائے۔ کیا ایشور کسی کی امداد کا محتاج ہے۔ اگر نہیں تو پھر آریوں نے اس کے منکروں کو تنگ کرنا اور تکالیف پہنچانا کیوں اپنا فرض سمجھ رکھا ہے۔ کیا ہم امید رکھیں کہ "کانپور گزٹ" ان باتوں کا جواب دیگا۔

معلوم ہوتا ہے "کانپور گزٹ" کے ایڈیٹر صاحب نے پنڈت دیانند صاحب کی تصنیفات کے اس حصہ کو تو خوب اچھی طرح حفظ کیا ہوا ہے جس میں دوسروں کو بے نقط سنائی گئی ہیں۔ لیکن دیگر باتوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی وجہ سے ہم پر ایسا نامعقول اور لغو اعتراض کرتے ہیں۔ جس کی زد ہماری نسبت پنڈت دیانند صاحب پر بہت زیادہ زور سے پڑتی ہے۔ اب یا تو انھیں اپنے اعتراض کو ندامت کے ساتھ واپس لینا چاہیئے۔ یا "ستیارتھ پرکاش" کے مندرجہ بالا حوالجات کا جواب دینا چاہیئے۔

ایڈیٹر صاحب موصوف نے جہاں ہمیں "ستیارتھ پرکاش" پر قہر نازل کرنے کے لئے خدا سے التجا کرنے کا مشورہ دینے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے وہاں ساتھ یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ

"لیکن اللہ میاں بھی آپ سے ناراض معلوم ہوتا ہے۔ جس نے اب تک آپ کے دکھ کو دور نہیں کیا۔"

یعنی چونکہ خدا نے "ستیارتھ پرکاش" پر تا حال اپنا قہر نازل کرکے اس کے ان صفحات کو تباہ نہیں کیا۔ جن میں خدا کے متعلق بدزبانی کی گئی ہے جس کی وجہ سے ہمیں دکھ پہنچ رہا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ خدا ہم سے ناراض ہے۔

"خدا تعالیٰ کے "ستیارتھ پرکاش" پر قہر نازل کرنے یا نہ کرنے کے متعلق ہم اوپر مفصل لکھ آئے ہیں۔ اب صرف یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ اگر کسی دکھ کا ایک وقت تک دور نہ ہونا ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ جس قوم کو دینی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس سے خدا ناراض ہے۔ تو آریوں سے زیادہ کسی پر ناراض نہیں ہے۔ کیونکہ جس انسان کی پیروی کی وجہ سے وہ آریہ کہلاتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ

"جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ کے مارنے والے شرابخور حکمران ہوئے ہیں تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے۔"

ان الفاظ سے یہی ثابت نہیں ہوتا کہ آریوں کو کوئی دکھ ہے۔ بلکہ یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ وہ دکھ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ اب "کانپور گزٹ" بتلائے کہ اس کے اصول کے مطابق خدا آریوں سے ناراض ہے۔ جن کا دکھ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ یا ہم سے جن کے دکھ "ستیارتھ پرکاش" کے دور ہونے کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔

آریہ اخبارات کے اس قسم کے فضول عذرات ثبوت ہیں اس بات کا کہ ان کے پاس ہمارے ان اعتراضات کا کوئی معقول جواب نہیں ہے۔ جو "ستیارتھ پرکاش" کی تعلیم پر کئے گئے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ ایسی باتیں پیش کرتے ہیں۔ جن کی زد میں وہ خود ہیں۔

ہنگامہ یورپ

غنیم کی بیش از بیش آتشباری۔ لندن ۱۴ اگست۔ نصف شب۔ شب گذشتہ کی سرکاری اطلاع میں سر ڈگلس ہیگ لکھتے ہیں۔ کہ جنگی محاذ پر نسبتاً خاموشی ہے۔ البتہ غنیم کا توپخانہ پہلے سے زیادہ سرگرمی دکھلا رہا ہے ہم نے مختلف مقامات پر قیدی گرفتار کئے

جرمن زمین سے چمٹے ہوئے ہیں۔ لندن ۱۳ اگست دس بجے شب فرانسیسی مستقر سے رائٹر کا نامہ نگار حسب ذیل تار دیتا ہے۔ کہ غنیم لاسینی اور دریائے آیزے کے درمیان تھیس کورٹ کی پہاڑیوں کے مغربی اور جنوبی کناروں سے جانبازانہ طریق پر چمٹا ہوا ہے۔ سینٹ کلاڈ کا مزرعہ جو ایک سو فٹ بلند پہاڑی پر موریل لاموٹ کے عین مشرق میں واقع ہے۔ اس تمام محاذ کی کلید ہے فرانسیسیوں نے ۱۲ اگست کو مزید مشرق کی چوٹی پر گوری اور دشت لوگس کے درمیان قدم جمائے جرمن پرانی خندقوں کی ایک لائن پر جو کلدلہ تولوں سے پرے قابض ہیں۔ اتحادیوں نے ۱۲ اگست کو دشت لوگس پر شاندار حملے کے بعد قبضہ کر لیا تھا دیگر جرمنوں نے سہ پہر کو حملہ کر کے اس کے ایک حصے پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

سقوط مانٹ دیدیئر۔ لندن ۱۱ اگست پیرس سے آنے والا ایک نیم سرکاری مراسلہ مظہر ہے کہ جنرل ڈیبنی کے دائیں بازو کی سپاہ اور فرانسیسیوں کے تیسرے مبز کی سپاہ کے بائیں بازو کی مشترکہ نقل و حرکت کے باعث مانٹ دیدیئر پر ہمارا قبضہ ہو گیا۔

نالنے پر قبضہ کی خبر۔ پیرس ۱۱ اگست نا پیرسین کا بیان ہے۔ کہ کینیڈین اور آسٹریلین ارج نے شالنے پر قبضہ کر لیا ہے۔

نس میں پہلا امریکن جیش تیار ہو گیا۔ پیرس ۱۲ اگست فرانس میں پہلی امریکن جیش تیار ہونے کا سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے۔ جنرل پرشنگ اسکی کمان کر رہے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ امریکن فوجی مہم کی اعلیٰ کمان بھی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔

۳۵ ہزار قیدی پکڑے گئے پیرس ۱۲ اگست ایک نیم سرکاری بیان سے اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ ۸ اگست سے اس وقت تک ۳۵۰۰۰ قیدی گرفتار کئے گئے ہیں۔

جرمن امیر البحر برطرف کر دیئے گئے لندن ۱۲ اگست روما کا ایک تار بنام تیبت پارسین مظہر ہے۔ کہ امیر البحر وان کیپل اس لئے برطرف کر دیئے گئے ہیں۔ کہ انہوں نے امریکہ کی بڑی فوج کو فرانس آنے سے نہیں روکا۔

ریب کورٹ پر قبضہ۔ لندن ۱۵ اگست نصف شب۔ شب گذشتہ کی فرانسیسی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ دن کے وقت دریائے ماٹز اور آئیز کے مابین ہماری ترقی جاری رہی۔ اور ہم نے ریب کورٹ پر قبضہ کر لیا۔ بلوال کے مشرق میں جب ہماری پیدل سپاہ کو علم ہوا کہ غنیم جوابی حملے کی تیاری کر رہا ہے۔ تو اس نے سات افسر اور ستر اشخاص قید کر لئے۔

دریائے ویسل پر غنیم کے شبخون لندن ۱۴ اگست۔ ۹ بجے شب فرانسیسی سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ دریائے آئز اور ایور کے درمیان بالخصوص رائے سرمیز اور کوسٹی لی پائس کے علاقوں میں فریقین کے توپخانہ نے آتشباری کی۔ دریائے ویسل کے محاذ پر غنیم نے متعدد شبخون مارے۔ مینل لی ہرس کے علاقہ میں فرانسیسیوں نے شبخون مار کر قیدی گرفتار کئے۔

ملک معظم ایمینز میں۔ لندن ۱۴ اگست پیرس کا تار مظہر ہے کہ ملک معظم دوران سیاحت میں ایمینز اور ورز بر تو لوز میں بیز رائے کی سڑک پر بھی تشریف لے گئے جہاں ہز مجسٹی نے فرانسیسی سپاہ کو گرمجوشی سے مبارکباد دی۔ ملک معظم ۱۳ اگست کو انگلستان واپس تشریف لے آئے

ہندوستان کی خبریں

دھولپور میں آریوں کی سینہ زوری معلوم ہوا ہے کہ آریہ مشنریوں کے ایک گروہ نے پنڈت تارا دت وکیل آگرہ کے ہمراہ دھولپور پہنچکر متنازعہ فیہ جگہ پر مہاراجہ صاحب دھولپور کے مقابلہ میں قبضہ کر لیا ہے اور ان کا ارادہ ہے۔ کہ خواہ کیسی ہی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے اس جگہ سے نہ ہٹیں گے۔

نوٹ ساز پریسمین معلوم ہوا ہے۔ کہ زمانہ پریس کانپور کے پریسمین۔ اس کے بھائی۔ اس کی بیوی کو کانپور کی پولیس نے جعلی نوٹ بنانے کے الزام میں ایسی حالت میں گرفتار کیا جبکہ پریسمین کی بیوی مصنوعی نوٹوں کا ایک بنڈل جلانے میں مصروف تھی۔

ہز آنر کی مراجعت ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب دورہ کے خاتمہ پر شملے واپس تشریف لے گئے ہیں۔

جہلم کا افسوسناک واقعہ گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے مندرجہ ذیل اطلاع شائع ہوئی ہے کہ جہلم سے ایک نہایت افسوسناک واقعہ کی اطلاع موصول ہوئی ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ کئی سپاہیوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ اور بعض کو چوٹیں آئیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ رنگروٹوں کی ایک جماعت جو جہلم کے ایک فوجی دستہ سے متعلق تھی اپنی مسلسل بدعنوانیوں کی وجہ سے ایک گارڈ کے پہرہ میں بعض نئی بارکوں میں بند رکھی گئی تھی۔ مگر جب اسے پریڈ کرنے کا حکم ہوا تو اس نے بارکوں سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔ جبراً نکالنے کی ضرورت پیش آئی۔ جب مسلح سپاہی ایک ایک کرکے نکالنے لگے۔ تو رنگروٹوں نے ان پر پتھر پھینکے اور خود بھاگ کر نکل جانے کی کوشش کی۔ اس اثناء میں چند سپاہی جو آگے بڑھ کر ان کی راہ روکنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ ان میں سے ایک کی اتفاقیہ بندوق چل گئی اس پر باقی سپاہیوں نے اشارہ سمجھ کر فیر کرنے شروع کر دیئے۔ جو بمشکل ۲۰ سیکنڈ کے اندر روک دیئے گئے۔ فوجی حکام نے فوراً تحقیقات شروع کی۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کی طرف سے شائع ہوا

قول الحق

میں احمدی کیوں ہوا

(گذشتہ سے پیوستہ)

وہ ضرور فضل فرمائیگا - اسی عقیدہ کے موافق میں نے خدا سے دعائیں کیں - اور اُس نے سُنی - پھر حق واضح کردیا - چنانچہ رمضان مبارک کے عشرہ اخیرہ میں ستائیسویں شب کو میں نے استخارہ کیا وظیفہ پڑھا - دوسری شب یعنی اٹھائیس کو میں مدرسہ قادریہ بدایوں کے صحن میں سو رہا تھا - کہ کچھ بارش ہونے لگی - اندر کے کمرے میں جا لیٹا وہاں سوتے ہی یہ

رویاء دیکھا

کہ ایک شہر ہے - جہاں ایک بلند مینار ہے جس پر میں چڑھتا ہوں - میرے پاس ایک کتاب کپڑے میں لپٹی ہوئی ہے - اسے میں نے چند سیڑھیوں پر چل کر رکھدیا - اور میں آگے بڑھا - جب کچھ آگے بڑھا تو خیال آیا کہ کتاب بھی لے آنا چاہئے میں واپس آیا اور کتاب لے گیا - اور اس مینار کے اوپر پہنچگیا - یہاں تک کہ میرا سر مینار کے گنبد کی اندرونی سطح سے جا لگا - وہاں سے میں نیچے کی طرف خوب دیکھ رہا ہوں - اس مینار کے مغرب اور شمال کے درمیان ایک مکان میں ایک باشوکت آدمی کھڑا ہے جس نے مجھے دیکھ کر یوں کہا

یُونُسْ یُونُسْ یُونُسْ

اور میں بیدار ہوگیا - جاگتے ہی دل میں ایک یقین پیدا ہوا کہ یہ رویاء میرے لئے خدا کی طرف سے جواب ہے - اور امر دائر کے حق میں فیصلہ کن - چنانچہ اس کے دو منٹ بعد ہی خدا نے میرے دل میں یہ ڈالا اور یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہوگئے - کہ

پائے محمدیاں بر منار بلند محکم تر افتاد

بس اس کے ساتھ ہی ایک سرور اور ٹھنڈک دل میں پیدا ہوگئی - اور مجھے یاد آیا کہ تعبیر الرویاء کی کتابوں میں مینار پر چڑھنے کی تعبیر یہ بتائی ہے کہ مرتبہ بلند حاصل ہوگا - اور ایسا خواب دیکھنے والا ہادی اور دین حق کا مبلغ و منادی ہوگا -

اور یہ عاجز ہمیشہ سے خدمت دین کا ولولہ اور جذبہ اپنے دل میں رکھتا ہے - سو آج خدا نے عروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا کے رنگ میں بلند اور نورانی منزل پر پہنچا کر آسمانی سلطنت سے تعلق قائم کردیا - فالحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ

یہ جو یونس یونس کہا گیا میں اسے نہ سمجھ سکا پھر ایک دوست سے اس خیال سے کہ شاید وہ بھی کچھ اس رویاء سے تعلق ہو کچھ سوال کر رہا تھا - کہ فوراً جناب خواجہ غلام نظام الدین (مودودی عالم) قرآن شریف ہاتھ میں لئے ہوئے آئے اور کہا لا تقصص رویاک (اپنی خواب نہ بیان کرو) شاید خدا تعالےٰ نے مجھے یہ الفاظ سنوا کر یہ بتایا ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جو ان کے ساتھ بیوفائی کی تمہارے بھائی بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کریں گے - لہٰذا ابھی اپنا خواب نہ سناؤ جب ہم تمہیں رفیع مرتبہ عطا کریں گے تو تمہارے بھائیوں کے دل تم سے شرمندہ و مرعوب ہونگے تب یہ کہنا درست ہوگا ہٰذا تاویل رویای من قبل قد جعلہا ربی حقا

میں اسی غور میں تھا کہ یونس یونس یونس کیا کہا گیا - اس وقت مجھے حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ یاد آیا - وذا النون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ فنادیٰ فی الظلمٰت ان لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظٰلمین ط حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ یاد کرو - جبکہ وہ اپنی قوم سے خفا ہو کر چلے گئے - اور انھوں نے خیال کیا کہ خدا مجھپر تنگی نہ کریگا - پس اُنھوں نے اندھیروں میں پکارا کہ اے خدا تو ہی معبود ہے - تو پاک ہے - میں ظالمین میں سے تھا - (عاجزانہ طور پر کہا) فاستجبنا لہ ونجینٰہ من الغم وکذالک ننجی المؤمنین ط پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو غم سے نجات دی - اور اسی طرح مومنوں کو نجات دیتے ہیں - گویا اس میں یہ اشارہ تھا کہ تم خدا کے سچے پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ پر نظر رکھو - اگر تم اپنی قوم و گروہ سے دل برداشتہ ہو کر اور یہ اعتقاد رکھ کر کہ خدا ہم پر تنگی نہ کریگا - خدا کی توحید و تقدیس کا ترانہ گاتے ہوئے - اور اپنی عاجزی و بندگی کا اظہار کرتے ہوئے چلے جاؤ گے اور ہجرت کرو گے - تو ہم غم کی اندھیریوں سے تمہیں نجات دیں گے - کیونکہ ہم مومنوں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں - پھر میں نے کہا کہ منارہ کو نور سے نسبت ہے - اس لئے قرآن شریف کی سورہ نور اول سے آخر تک بغور مطالعہ کر ڈالی - جس میں یہ آیت نکلی اور دل کا نور بڑھا - نور علیٰ نور یھدی اللّٰہ لنورہ من یشاء (نور پر نور ہے - خدا جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی راہ دکھلاتا ہے -

پھر میں نے کہا یونس یونس کہا گیا ہے - لاؤ سورہ یونس پڑھ لوں - شاید کہ اس میں کوئی اچھا اشارہ نکل آئے - جو فیصلہ کر دے - اور تمام تعجب اور تردد اور حیرانی کو مٹا کر دل کو ایک طرف کر دے - کہ کیا خدا نے واقعی حضرت مرزا صاحب کو مقبول بنایا - اور اُن سے کلام بھی کیا ہے - بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کر کے میں نے سورہ یونس نکالی - سبحان اللّٰہ مجھے تو وجد آگیا اور بار بار لطف میں ان آیتوں کو دوہراتا تھا - اس علام الغیوب کے اسرار کلام کیا عجیب ہیں - میرے دلی سوال کا صاف جواب ان آیتوں میں دیا گیا ہے - جو سورہ یونس کی بالکل شروع آیتیں ہیں - خدا تعالیٰ فرماتا ہے -

الرٰ قف تلک آیات الکتاب الحکیم ہ

اکان للناس عجباً ان اوحینا الی رجلٍ منھم ان انذر الناس وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدقٍ عند ربھم - قال الکافرون ان ھذا لسحرٌ مبین ۵ یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں - کیا لوگوں کے لئے تعجب اور اچنبھے کی بات ہے - کہ ہم ان میں سے کسی مرد کی طرف وحی بھیجیں - کہ لوگوں کو ڈراؤ اور مسلمانوں کو مژدہ پہنچاؤ کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچائی کا قدم ہے - (جب اس کے کلام کی تاثیر دیکھی) منکروں نے کہا کہ واقعی یہ تو کھلا جادوگر ہے - جیسا کہ حضرت مرزا صاحب کو بھی کہا گیا -

پس اس کلام پاک نے پوری تسلی و تسکین بخشی - اور خیال آیا کہ یونس یونس یونس - غالباً اسی لئے کہا گیا - کہ سورہ یونس میں تمہاری تسکین کو آئے دیکھو - شکر اور بے انتہا شکر اس رحیم و کریم خدا کا جو امت محمدیہ کا نگہبان اور اس پر مہربان ہے جس نے آخر اس حالت میں جبکہ اسلام پر چاروں طرف سے دشمنوں نے نرغہ کیا تھا - مردہ دلوں کو زندہ کرنے والے بہادر پہلوان کو جو جری اللہ فی حلل الانبیا ہو کر دنیا میں ظاہر ہوا جو آخری زمانہ کا سچا مسیح موعود ہے - جس نے صلیبی فتنہ کو پاش پاش کر دیا اور امام مہدی ہے جس نے دنیا کو اسلام کی اشاعت پر کھڑا کر دیا - جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کا سچا اور سیدھا راستہ ہے - جس کے لئے اگلے بزرگوں نے تڑپ تڑپ کر دعائیں کیں - مبارک ہیں ہم کہ اس کے ساتھ ہوئے - اور خدا کے فضل نے ہمیں یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائی -

حضرت مسیح موعود کی صداقت اور مدرسہ قادریہ میں شہادت

جبکہ بدایوں میں میری متعلق یہ چرچا ہو گیا کہ میں احمدیت کی طرف مائل ہوں حسن اتفاق سے اسی زمانہ میں عالیجناب شاہ علی حسن صاحب سجادہ نشین مارہرہ شریف بدایوں مدرسہ قادریہ میں تشریف فرما ہوئے - جناب موصوف نے مجھے بلایا - جب میں حاضر ہوا - تو جناب موصوف نے نہایت صفائی و شائستگی سے حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق گفتگو فرمائی - اور کمال ذوق سے فرمایا جو منقول کو مانتا ہے - وہ حضرت مرزا صاحب مرحوم کے دعوے کو ضرور تسلیم کریگا - نقل کے ماننے والوں کو تو کوئی چارہ نہیں - میں جس زمانہ میں لاہور تھا - اکثر مرزا صاحب کے مریدوں سے میری دوستی تھی - یہ تو میں نے دیکھا کہ مرزا صاحب کے مرید تقوے طہارت کے پابند شریعت کا بڑا خیال رکھنے والے ہوتے ہیں - ایک میرے دوست بہت ہی بدعمل تھے - مرزا صاحب کے مرید ہوئے تو صوم و صلوٰۃ کے پابند ہو گئے اور ان کی بڑی اچھی حالت ہو گئی -

یہ شہادت کم از کم مارہرہ شریف کے متوسلین کے لئے ضرور مفید ہے - انصاف پسند حضرات ٹھنڈے دل سے غور کریں - کہ ایسے ایسے معزز حضرات دل کو حضرت مسیح موعود کے بہترین اثرات اور ان کے ماننے والوں کے حالات کی خوبی کے معترف ہیں - یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ط ہاں جناب موصوف نے ایک بات یہ بھی فرمائی تھی - کہ نبوت اگر ملنی تھی - تو کیا سیدوں میں کوئی ایسا نہیں تھا جسے یہ رتبہ دیا جاتا مغل قوم میں سے ایک شخص کو یہ رتبہ مل گیا -

واقعی یہ شبہ اور بھی کئی دفعہ سنا گیا ہے - مگر جب غور کیا - تو بہت کمزور شبہ نکلا - اول تو یہ کہ کسی قوم کی تخصیص ایسے رتبہ کے لئے کہیں نہیں کی گئی -

دوسرے یہ رتبہ ایک رحمت ہے اور خدا کا قانون یہی ہے - کہ وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں خاص کرتا ہے - اور جسپر چاہتا ہے فضل فرماتا ہے - واللہ یختص برحمتہ من یشاء ط ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

تیسرے خود آنجناب سرور انبیاء و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی قسم کا اعتراض کیا گیا لولا اُنزل علی رجلٍ من القریتین عظیم - مخالفین نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں وحی اُتاری گئی - کیوں کسی بڑے شخص پر نہ اُتاری گئی خدا تعالیٰ جواب دیتا ہے اھم یقسمون رحمت ربک - کیا خدا کی رحمت کو یہ لوگ بانٹتے ہیں - جو کہتے ہیں کہ فلاں کو کیوں یہ رتبہ دیا گیا فلاں کو دیا جانا بہتر تھا - نہیں یہ خدا کی رحمت ہے - وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے - دین و دنیا کی ہر نعمت کا مالک و معطی وہی ہے -

اسمع ولدی

بدایوں میں جب میں نے چاہا کہ مدرسہ قادریہ سے اگر کوئی فتویٰ حضرت مسیح موعود کے بارے میں دیا گیا ہو تو اسے دیکھوں - تو میں نے حضرت مولٰنا شاہ عبدالقدیر صاحب سجادہ نشین مدرسہ قادریہ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی فتوے ہمارے یہاں سے نکلا تھا - مولٰنا نے فرمایا میری نظر سے نہیں گذرا جناب مولٰنا عبدالماجد صاحب نے فرمایا - کہ ضرور ہمارے یہاں ایسا فتویٰ ہے - مگر تمھیں نہیں دکھاؤنگا - میں نے کہا جناب کے رات بھر کے وعظ کا اتنا اثر نہوگا جتنا اس مختصر فتوے کا ہوگا - آپ مجھے وہ فتویٰ ضرور دکھائیں - لیکن مولٰنا نے ہرگز وہ فتویٰ دکھانا پسند نکیا - جناب مولٰنا قاضی محمد ابراہیم صاحب نے اتنی عنایت فرمائی - کہ دو دن بعد ایک چھپا ہوا پرچہ لائے جس پر حضرت مسیح موعود کے کچھ اقوال آگے پیچھے سے عبارت میں قطع و برید کر کے لکھے گئے تھے - کچھ بے محل رکھ کر غلط مفہوم نکالا گیا تھا جن میں سے ایک یہ الہام بھی تھا - اسمع ولدی

میں نے دریافت کیا اس اشتہار کے تمام حوالوں میں سے ایسا کونسا حوالہ ہے - جسپر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے - تو اس اسمع ولدی پر زور دیا گیا - پھر خود ہی

کہہ بھی دیا۔ کہ ہاں مجازاً شفقت سے کہہ دیا ہوگا
ہونے کہا کہ مولانا صاحب آپ صحیح معنی بن رہے
ہیں۔ تو غلط معنی جو متکلم و مخاطب کے منشاء و مراد کے
بھی بالکل خلاف ہیں۔ کیوں لے جاتے ہیں۔
اسمعیٰ ولدی کے متعلق پھر ایک عالم فاضل
دوست نے ایک دفعہ کوئی دو گھنٹے تک بحث کی میں
نے ان کو کہا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی
میں تمام اولیاء اللہ کو خدا کی اولاد کہا ہے۔ تو کیا وہاں
ایسے بیٹے کے معنے ہونگے جو محال ہے۔ اور اگر ایسا
ہی ہے۔ تو مولانا روم کو آپ کیا کہینگے۔ وہ مثنوی
میں فرماتے ہیں

اولیا اطفال حق اند اے پسر
غائبی و حاضری بس در نظر

حدیث میں ہے:۔ الخلق کلہ عیال اللہ
فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ

دوستوں کی مہربانیاں

آخر اٹھائیس رمضان المبارک
کو بدایوں سے بقصد دار الامان روانہ ہوا۔ دار الامان
پہنچتے ہی دوستوں کے خطوط کا تانتا شروع ہوئے جن
میں طرح طرح سے غصہ اتارا گیا تھا۔ کافر۔ مرتد۔ شیطان
دجال بہت سے القاب مجھے دیئے گئے۔ حضرت
مسیح موعود کی شان عالی میں گستاخیاں کی گئیں حضرت
خلیفۃ المسیح کے حق میں دریدہ دہنی کی گئی۔ ان باتوں
کو لغو سمجھ کر ردی کی ٹوکری میں پھینکتا ہوں۔ ایسے
حالات کو دیکھ کر ایک نظم تیار ہو گئی تھی جس کے
کچھ شعر لکھتا ہوں ؎

شکر خدا کہ ہو گئی کامل شفا مجھے
فیض مسیح پاک نے زندہ کیا مجھے
میں زندہ دل ہوا تو قضا آ گئی انہیں
بس ارے ترا لبی ہے یہ ان کی ادا مجھے
میں احمدی ہوا تو وہ بیزار ہو گیا
اب کیا کہوں کہ جوش میں کیا کیا کہا مجھے
جھلا کے اس نے کافر و دجال کہہ دیا
جھنجلا کے اس نے مرتد و شیطاں کہا مجھے
میں نے کہا کہ آپ تو ناراض ہو گئے
اچھا کیا جو آپ نے لکھا برا مجھے
کہیں جو آپ چاہیں مرا کچھ حرج نہیں
اس راہ حق سے کوئی ہٹا سکیگا کیا مجھے
منہ بھر کے گالی دیجئے جی بھر کے کوسئے
ان تلخیوں میں بھی تو ملیگا مزا اب مجھے
میں احمدی ہوں دل سے محمد پہ مبتلا
پیارا ہے جان و دل سے رہ مصطفیٰ مجھے
شکر خدا خلیفۂ مہدی کے ساتھ ہوں
لایا ہے قادیان میں فضل خدا اب مجھے

سعید روحیں

بدایوں میں جہاں پر مخالفت بھی
وہاں خدا کے فضل و کرم سے
کچھ ایسی سعید روحیں بھی نکلیں۔ جو اس سعادت
عظمیٰ کی طرف دوڑیں اور انھوں نے مجھے لکھا کہ
ہمارے سب شکوک رفع ہو گئے۔ ہم بھی آپ کے
ساتھ ہیں۔ اور اب ہم سچے دل سے احمدی ہیں۔
خدا تعالیٰ برکت و استقامت عطا فرما کر سلسلہ کے
حقیقی برکات بخشے۔ اے آپ حضرت کے پیاسو صبر و
اطمینان سے کام لو خدا تمہیں ہر رنج و مصیبت کا اجر
عظیم دیگا۔ تم اس چند روزہ ابتلا میں ثابت قدم رہکر
اپنی قوت و شجاعت کا ثبوت دو۔ دیکھو سید شہید
عبد اللطیف افغان رضی اللہ عنہ نے آخر دم تک
ثبات قدم دکھاتے ہوئے۔ اور گولیاں کھاتے ہوئے

ولست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای شق کان فی اللہ مصرعی

جام شہادت پی کر شفیع الوریٰ سید الانبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم کے دربار میں پہنچے۔ اور زندہ جاوید ہوئے
دوستو اس امتحان میں کامیاب ہونا انہیں
کا نصیب ہوتا ہے جو خدا کے خاص بندے ہیں۔
تم بھی ان میں سے ہونے کی کوشش کرو۔
خیال کرو ایک وہ زمانہ تھا۔ جبکہ چاروں طرف
سے اعداء نے حضرت مسیح موعود پر نرغہ کیا تھا۔
اور رنگ برنگ کے اتہام لگاتے۔ اور قسم قسم کے
منصوبے بناتے۔ اور جان و مال کے درپے ہوتے
اور مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے۔ اور بڑھ بڑھ
کے لافیں مارتے۔ کہ ہم مرزا صاحب اور ان کی جماعت
کا ستیاناس کر دیں گے اور سارا کارخانہ درہم برہم کر کے
دنیا سے نیست و نابود کر دیں گے اور بالکل خاک میں
ملا دیں گے۔ مگر آج دیکھو کہ مخالفوں کا تمام زور خاک میں مل
گیا اور وہ خود ہی نابود ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے
ہیں ؎

ولو کنت مردود الملیک لضرنی
عداوۃ قوم کذبونی وحقروا
ینا کل یوم نصرۃ بعد نصرۃ
فمت ایھا الناری بنار تسعر

(کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو)

پس آج زمانہ گواہ ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود
کی جماعت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب
مخالفت میں اٹھتے ہیں۔ وہ اپنے ہاتھوں سے خود ہی
ایک نشان بنجاتے ہیں۔ اور بہت سے بندگان خدا کو
ہم میں شامل کر دیتے ہیں۔ اب تک کوئی مباحثہ ایسا
نہیں ہوا جس کے بعد کچھ لوگ حضرت مسیح موعود کی
جماعت میں شامل نہ ہوتے ہوں۔ یہ خدا کی کھلی
ہوئی نصرت ہے۔

ہم مایوس ہرگز نہیں

سخت سے سخت ابتلا سے بھی ہم
مایوس نہیں۔ ایسے صدہا حضرات جماعت میں آئے
ہیں جنہوں نے پہلے بڑے زور شور کی مخالفت کی
ہے۔ اور احمدیوں کے جانی دشمن رہ چکے ہیں۔ مگر
خدا کے فضل سے آج وہی خادم سلسلہ ہیں ہمارے
لئے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ جبکہ خدا ہمارا کفیل ہے
اور اس نے ہماری مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ
وہ اس الہام میں حضرت مسیح موعود سے فرماتا ہے
"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک
پہنچاؤں گا"
نیز ہمیں قرآن پاک میں بھی یہی بتایا ہے۔ کہ:۔
لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم

مومنین درست اور غمگین نہ ہو تمہیں غالب رہوگے۔ اگر تم مضبوطی سے ایمان پر قائم رہے) اور بھی فرماتا ہے لاتئیسوا من روح اللہ انہ لا یئیس۔ من روح اللہ الا القوم الضالون۔ پھر ہمارے دلوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اور کیسے شوکت وشان سے حضرت مسیح موعود پر الہام فرماکر ہمیں اپنا کلام سناتا ہے "مت ڈرو مومنو" لہذا ہم اپنی تبلیغی کوشش جاری رکھتے ہیں۔ وہ اپنے بندوں کو قبول حق کی توفیق دیگا۔

وجحدوا بها واستیقنتها انفسهم

(وہ منکر ہیں حالانکہ ان کے دل یقین کرتے ہیں)

تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ غیر احمدی علما حضرت اقدس مسیح موعود کے دلائل سے متاثر ہیں۔ اور اقرار بھی کرتے ہیں۔ کہ دلائل بہت قوی اور پرزور ہیں۔ لیکن افسوس کہ انکار سے باز نہیں آتے۔ گو دل میں کچھ بھی ہو۔ لیکن ظاہر میں انکار پر اڑے ہوئے ہیں چنانچہ بعض عبرت خیز واقعات عرض کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ کانپور سے خاکسار اور مولوی عبد الماجد صاحب قادری بدایونی وجناب مولانا ظفر احمد صاحب کانپوری انجمن ہدایت الاسلام جمال پور (مونگیر) کے سالانہ جلسہ میں گئے۔ جہاں جناب مولانا اسرار الحق صاحب طوطی ہندوستان مسٹر محمود و حر میاں و جناب مولوی ابوالقاسم بنارسی وجناب مولوی مناظر احسن صاحب گیلانی سابق مدیر القاسم دیوبند وجناب مولوی ابو محمد صاحب سند یافتہ الہیات تشریف لائے تھے مجلس طعام میں ایک مرتبہ سلسلہ احمدیہ کے متعلق مختلف باتیں شروع ہوئیں۔ آخر میں دست شوئی کے وقت جبکہ میں اور مولوی مناظر احسن صاحب ہی تھے جناب مولوی مناظر احسن صاحب نے مشورۃً مجھ سے فرمایا۔ کہ قادیانیوں سے حیات و وفات مسیح کے مسئلہ پر کبھی گفتگو نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ درحقیقت اس مسئلہ میں ان کا پہلو بھاری ہے۔ اور اہل سنت کے علماء بھی بہتیرے وفات مسیح کے قائل ہیں۔

دوستو! غور کرو کیسی عبرت کی بات ہے۔ ان علماء کے دل میں کیا ہے اور زبان پر کیا۔ بہادر وہ ہے جو لاکھوں میں وہی کہے۔ جو دل میں رکھتا ہو۔ اپنے ضمیر کا خون ناحق کرنا بڑا ظلم ہے۔

مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا۔ کہ میں نے مولانا عبد الباری صاحب لکھنوی سے بھی حیات و وفات مسیح کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے بھی کچھ ٹھیک جواب نہیں دیا۔ ٹھیک جواب ہو کہاں سے لائیں۔ جبکہ واقع میں نہیں قرآن پاک۔ حدیث شریف اجماع صحابہ محققین علماء تو وفات مسیح ثابت کر رہے ہیں ....

.... مگر چند سرسری خیالات کی بنا پر حیات مسیح پر زور دیا جاتا ہے اب جواب آئے تو کہاں سے ان تتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ وہم وگمان کا خس خاشاک دلائل کے تیز ہوا کے سامنے اور براہین کے دریا کے آگے کہاں ٹھہر سکتا ہے۔

مولانا آزاد سبحانی پرنسپل الہیات نے ایک دن جب ان سے سوال کیا گیا کامیابی کو معیار صداقت تسلیم فرمایا۔ اور خوب ثابت کیا۔ مگر افسوس کہ دوسرے ہی دن مناظرہ میں کامیابی کو معیار صداقت تسلیم نہ کیا۔ اور انکاری رنگ میں گفتگو فرمائی طلبائے الہیات اس کے گواہ ہیں جنہوں نے خود اس امر کو محسوس و مشاہدہ کیا تھا

ایک اور عبرت انگیز واقعہ

جب خاکسار جمال پور کے جلسہ میں تھا۔ تو ارادہ ہوا کہ مونگیر چل کر مولانا محمد علی صاحب سے ملاقات کریں۔ چنانچہ خاکسار اور حامد میاں صاحب اور مولوی نثار احمد صاحب مونگیر خانقاہ رحمانیہ میں پہنچے معلوم ہوا کہ مولانا محمد علی صاحب بھاگلپور تشریف لے گئے ہیں ہم جناب مفتی عبد اللطیف صاحب رحمانی سے ملاقی ہوئے جناب مفتی صاحب نے حیات مسیح پر ایک رسالہ لکھا تھا۔ جس میں سے کچھ مقامات خاکسار کو سنائے۔ اثناء گفتگو میں یہ بھی رائے زنی ہوئی۔ کہ قادیانیوں کا زور بڑھتا جاتا ہے۔ باقاعدہ انجمن بناکر ان کی تردید کرنی چاہئے۔ اسی دوران میں ایک صاحب نے فرمایا۔ کہ مرزا صاحب کا جھوٹ کھلا ہوا ہے۔ کیونکہ انھوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ پر کہا تھا جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائیگا۔ اور مرزا صاحب فوت ہوگئے۔ یہ سنکر جناب مولانا مفتی عبد اللطیف صاحب نے بڑے لطف کیساتھ فرمایا کہ نہیں یہ اعتراض (اپر احمدیوں پر) ٹھیک نہیں غلط ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی اس بات کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے منظور نہیں کیا تھا۔ مجھے یہ سنکر بڑا تعجب ہوا۔ اور میں نے کہا کہ یہ اعتراض تو خود آپکے یہاں سے کیا گیا ہے۔ ہدیۃ الوارثہ میں اسے بہت چمکایا گیا ہے۔ اس پر جناب مولوی صاحب نے نہایت معمولی بات سمجھ کر فرمایا ایسے ہی لکھدیا ہوگا۔

حق کے طالبو غور کرو کہ علماء کی حالت کس قدر نازک ہے۔

تازہ انعامات

اب میں دارالامان میں ہوں میرے قدیم ہمراہیوں کو اس سے بڑی تکلیف ہورہی ہے۔ بدایوں میں ہر وقت میرے وہاں ہونے کے باعث مجھ پر بڑی بڑی عنایات غائبانہ ہورہی ہیں شاہجہانپور میں جو کچھ جوش دکھایا جارہا ہے اسکا نمونہ وہ اشتہار ہے جو کسی تھکے ماندے مضمون نگار نے لکھا ہے۔ جس میں اس غریب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام لکھنا فراموش کرکے امت محمدیہ کے مخلص افراد احمدی حضرات پر طعنہ زنی کی ہے۔ اور میرے حال پر خاص عنایات فرماکر بہت کچھ انعامات دئے ہیں اور طرح طرح کے حملے کرکے جی خوش کیا ہے۔ اشتہار پڑھنے والے حضرات خود ہی اشتہار دینے والے صاحبان کی حالت کا اندازہ فرما چکے ہونگے۔ ع کرو جہل بھی ہیں کچھ اور کچھ خطا بھی ہیں

ہم یہاں اب اس کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتے خدا تعالیٰ انھیں نور انصاف عنایت کرے۔ ایسی باتوں کا کچھ اثر نہیں ہوسکتا۔

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند ۞ نتابم رو ز ایوان محمدؐ
بسے سہل است از دنیا بریدن ۞ بیاد حسن و احسان محمدؐ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ واولیائہ محبیہ ومطیعیہ اجمعین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خادم سلسلہ

ابو محمد محفوظ الحق علمی غفرلہ